Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 05, **Issue** 02, April - June 2026, **PP**: 318-334
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

سوشل میڈیا اور مصنوعی ذہانت کے مذہب پر اثرات: تجزیاتی مطالعہ

The Impact of Social Media and Artificial Intelligence on Religion: An Analytical Study

1. Yasmin Imran	*M. Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad.*
2. Dr. Khalid Mahmood Arif khalid.mahmood@riphahfsd.edu.pk	*Associate Professor, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad.*
3. Prof. Dr. Muddassir Ahmad	*Chairman Riphah International University, Faisalabad.*

How to Cite:	Yasmin Imran, Dr. Khalid Mahmood Arif and Dr. Muddassir Ahmad. 2026: “The Impact of Social Media and Artificial Intelligence on Religion: An Analytical Study”. Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 5 (02): 318-334.
Article History:	**Received**: 07-05-2026 · **Accepted**: 21-06-2026 · **Published**: 30-06-2026
Copyright:	**©The Authors**
Licensing:	This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.
Conflict of Interest:	Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

DRJI · ADVANCED SCIENCE INDEX · CiteFactor · ASIAN Research Index · SCI · Google Scholar · اردو جرائد اشاریہ · تحقیقات تحقیقاتی اشاریہ · ADL ASIAN DIGITAL LIBRARY · EuroPub

Publisher

HIRA INSTITUTE of Social Sciences Research & Development

سوشل میڈیااور مصنوعی ذہانت کے مذہب پر اثرات: تجزیاتی مطالعہ

The Impact of Social Media and Artificial Intelligence on Religion: An Analytical Study

1. **Yasmin Imran**
   M. Phil Scholar,
   Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad.

2. **Dr. Khalid Mahmood Arif**
   Associate Professor,
   Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad.
   khalid.mahmood@riphahfsd.edu.pk

3. **Prof. Dr. Muddassir Ahmad**
   Chairman, Riphah International University, Faisalabad.

Abstract

The rapid expansion of social media and artificial intelligence (AI) has significantly transformed the ways in which religion is understood, practiced, and communicated in contemporary societies. This study presents an analytical examination of the impact of social media and AI on religious thought, authority, and practice, with reference to Islamic discourse. It explores how digital platforms have democratized access to religious knowledge while simultaneously contributing to the fragmentation of authority and the spread of unverified interpretations. The research also investigates the emerging role of AI in generating religious content, issuing automated responses, and shaping public perceptions of faith. Adopting a qualitative and analytical methodology, the study evaluates the opportunities and challenges posed by these technologies. On the one hand, social media facilitates global outreach, online learning, and community engagement, enabling religious teachings to reach wider audiences. On the other hand, it raises concerns regarding misinformation, superficial understanding, and the erosion of scholarly credibility. Similarly, AI tools offer efficiency and accessibility but also pose ethical and epistemological questions about authenticity, accountability, and the limits of machine-generated religious guidance. The findings suggest that while social media and AI have the potential to enhance religious education and communication, their unregulated use may lead to conceptual distortions and weakened institutional authority. The study emphasizes the need for a balanced approach that integrates technological advancement with sound theological principles and scholarly oversight. It concludes that a critical and ethically grounded engagement with digital technologies is essential for preserving the integrity of religious knowledge in the modern era.

Keywords: *Social Media, Artificial Intelligence, Religion, Islamic Thought, Digital Ethics, Contemporary Challenges.*

تمہید

آج کا دور ٹیکنالوجی کا دور ہے، جس کو فروغ دینے کے لیے سوشل میڈیا نے ایک اہم کردار ادا کیا ہے اور اس کے ساتھ

ساتھ اے آئی نے اس کو زیادہ ترقی دی ہے، جس میں سوشل میڈیا اور اے آئی نے اپنا اپنا الگ مقام بنایا ہے۔ سوشل میڈیا کو اگر ہم مثبت نظر سے دیکھیں تو اس کے فائدے بھی بہت ہیں اور اگر ہم اس کو منفی نظر سے دیکھیں تو اس کے نقصانات بھی بہت ہیں۔ اے آئی ایک ایسی مشین ہیں جو منٹس میں ہی سوالات کے جواب دے سکتی ہیں، اگر منفی نظر سے دیکھا جائے تو اکثر اس کے جوابات اسلامی طور پر بھی غلط ثابت ہوسکتے ہیں۔ اب بات یہ ہے کہ انسان کو خود سوچنا چاہئے کہ اس کا استعمال کس حد تک کرنا چاہئے۔

سوشل میڈیا کی تعریف

سوشل میڈیا انٹرنیٹ پر مبنی پلیٹ فارمز کا ایک ایسا مجموعہ ہے جو صارفین کو مواد تخلیق کرنے، شیئر کرنے، خیالات، دلچسپیوں اور دیگر معلومات کا تبادلہ کرنے کے قابل بناتا ہے، جس سے ورچوئل کمیونٹیز اور سوشل نیٹ ورکس بنتے ہیں۔ سوشل میڈیا دو الفاظ کا ایسا مجموعہ ہے۔ سوشل اور میڈیا۔ سوشل کا لفظی معنی ہوتا ہے معاشرتی، سماجی اور میل جول۔

"Social means relating to society or to the way society is organized."[1]

"سماجی کا مطلب معاشرے سے متعلق ہے یا معاشرے کے منظم طریقے سے۔"

یعنی کہ لوگوں کے درمیان رابطہ اور باہمی تعلقات قائم کرنا سوشل کہلاتا ہے۔ دوسرا لفظ میڈیا ہے جو ذریعہ، واسطہ یا وسیلہ کے معنی میں آتا ہے۔

"You can refer to television, radio, newspapers, and magazines as the media." [2]

"آپ ٹیلی ویژن، ریڈیو، اخبارات اور رسائل کو بطور میڈیا کہہ سکتے ہیں۔"

یعنی پیغامات کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا۔ حالیہ سالوں میں سوشل میڈیا کا استعمال بہت تیزی سے بڑھ گیا ہے۔ ایک تازہ ترین سروے کے مطابق، پاکستان میں چھ کروڑ سے زائد افراد سوشل میڈیا کو استعمال کرتے ہیں۔[3]

سوشل میڈیا کیا ہے؟

سوشل میڈیا جدید ٹیکنالوجی کا ایک اہم ذریعہ ہے جو معلومات کے تبادلے اور دنیا بھر کے لوگوں سے رابطے کو آسان بناتا ہے۔ عصرِ حاضر میں اس کا استعمال تیزی سے بڑھ رہا ہے، جس کے نتیجے میں معاشرے پر مثبت اور منفی دونوں طرح کے اثرات مرتب ہو رہے ہیں، جو سنجیدہ غور و فکر کے متقاضی ہیں۔

"Social media refers to websites and computer programs that make communication possible with the use of computers or mobile phones. Social media can take the singular or plural form of the verb." [4]

"سوشل میڈیا سے مراد ویب سائٹس اور کمپیوٹر پروگرام ہیں جو کمپیوٹر یا موبائل فون کے استعمال سے مواصلات کو ممکن بناتے ہیں۔ سوشل میڈیا فعل کی واحد یا جمع شکل لے سکتا ہے۔"

جہاں پر لوگ اس کا غلط استعمال کرتے ہیں، وہیں پر لوگ اس سوشل میڈیا کو اپنی تعلیم کے لیے بھی استعمال کرتے ہیں۔ لیکن زیادہ تر لوگ اس کا غلط استعمال کرتے ہی نظر آتے ہیں۔ ایک مضمون میں لکھا ہے کہ "سوشل میڈیا پر جھوٹی خبروں کا بازار گرم ہے۔ یہ نہ صرف انتشار پھیلاتی ہیں بلکہ افراد اور معاشروں کو متاثر کرتی ہیں۔[5] اس لیے سوشل میڈیا کے استعمال میں محتاط رہنا چاہیے اور قرآن و سنت کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے اس کا مثبت استعمال کرنا چاہیے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَا تُسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ"[6]

"یقیناً ہم نے آپ کو حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور آپ سے جہنمیوں کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا۔"

اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"نَضَّرَ اللَّهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَبَلَّغَهُ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَحْفَظُ مِنْ سَامِعٍ"[7]

"اللہ اس شخص کو سرسبز وشاداب رکھے جو ہم سے کوئی بات سنے اور پھر اسے ویسے ہی آگے پہنچادے جیسے اس نے سنی کیونکہ بعض وہ لوگ جنہیں کوئی بات پہنچائی جائے وہ اسے سننے والے سے زیادہ یاد رکھتے ہیں۔"

سوشل میڈیا کا تاریخی پس منظر

سوشل میڈیا کی ابتداء آن لائن فورمز اور چیٹ رومز سے ہوئی، جن کا مقصد لوگوں کے درمیان رابطے اور تبادلۂ خیال کو آسان بنانا تھا۔ 1970ء کی دہائی میں کمپیوٹر کمیونیکیشن کے ابتدائی نظام متعارف ہوئے، جبکہ 1980ء کی دہائی میں ان کی ترقی میں نمایاں اضافہ ہوا۔ اسی دوران ای میل جیسی سہولت نے پیغام رسانی کو تیز اور مؤثر بنادیا۔ 1990ء کی دہائی میں انٹرنیٹ کے فروغ کے ساتھ سوشل میڈیا عام لوگوں تک پہنچا اور 1995ء کے بعد یہ جدید مواصلاتی اور معلوماتی پلیٹ فارمز کی صورت اختیار کر گیا، جس نے دنیا بھر میں رابطے اور معلومات کے تبادلے کے طریقوں کو یکسر بدل دیا۔

ارتقاء اور جدید دنیا میں مقام

سوشل میڈیا اپنے ابتدائی اور سادہ مرحلے سے ترقی کرتے ہوئے آج ایک عالمی طاقت کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ جدید ٹیکنالوجی اور نت نئے رجحانات کی بدولت اس نے دنیا بھر میں ابلاغ، تعلیم، کاروبار اور سماجی روابط کے میدان میں نمایاں مقام حاصل کر لیا ہے۔ خصوصاً تعلیمی شعبے میں سوشل میڈیا معلومات کے حصول اور علم کے فروغ کا مؤثر ذریعہ بن گیا ہے۔ تاہم اس کے مثبت اور منفی اثرات کا انحصار بڑی حد تک صارف کے طرزِ استعمال پر ہے کہ وہ اسے تعمیری مقاصد کے لیے استعمال کرتا ہے یا غیر مفید سرگرمیوں کے لیے۔ سوشل میڈیا کے مثبت استعمال کے لیے ضروری ہے کہ تعلیمی اداروں اور دینی مدارس میں نئی نسل کو مکالمہ، برداشت اور اخلاقی ابلاغ کی تربیت دی جائے۔ تنقید اور تضحیک کے فرق کو سمجھایا جائے تاکہ اختلافِ رائے شائستگی کے ساتھ پیش کیا جاسکے۔ اسی طرح ریاست کو بھی عوامی آراء اور خدشات کو سنجیدگی سے سمجھتے ہوئے عوام دوست طرزِ حکمرانی کو فروغ دینا چاہیے۔[8]

سوشل میڈیا کے معاشرتی اثرات

انسانی زندگی بچپن، جوانی اور بڑھاپے کے تین اہم مراحل پر مشتمل ہے، جن میں ہر دور اپنی منفرد خصوصیات رکھتا ہے۔ انسان کی شخصیت کی تعمیر و تشکیل میں ماحول بنیادی کردار ادا کرتا ہے، جبکہ جوانی کا دور عزم، توانائی اور مقاصد کے حصول کا اہم ترین زمانہ ہوتا ہے۔ موجودہ دور میں سوشل میڈیا نے انسانی معاشرے اور ثقافت پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ اس نے لوگوں کے درمیان رابطوں کو آسان بنایا، مختلف ثقافتوں سے آگاہی پیدا کی اور باہمی فہم و محبت کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔[9] ذیل میں سوشل میڈیا کے معاشرتی اثرات بیان کیے جاتے ہیں:

- **رابطے میں آسانی:** سوشل میڈیا نے دنیا بھر کے لوگوں کے درمیان رابطوں کو انتہائی آسان بنایا۔ اس کے ذریعے افراد جغرافیائی فاصلے کی پرواہ کیے بغیر ایک دوسرے سے فوری رابطہ قائم کر سکتے ہیں، معلومات کا تبادلہ کر سکتے ہیں اور باہمی تعلقات کو مضبوط بنا سکتے ہیں۔

- **خاندانی رابطے پر اثر:** سوشل میڈیا نے دور دراز رہنے والے رشتہ داروں اور دوستوں کو ایک دوسرے کے قریب کر دیا ہے، لیکن اس کے باعث حقیقی ملاقاتوں اور سماجی میل جول میں کمی آئی ہے، جس سے خاندانی تعلقات متاثر ہوئے ہیں۔
- **رویوں میں تبدیلی:** سوشل میڈیا نے جو معاشرے پر اثرات مرتب کیے ہیں اس سے نوجوان نسل کی لائف میں تبدیلی ، فیشن اور اس کے ساتھ ساتھ بول چال میں تبدیلی بھی آتی جا رہی ہے۔
- **ذہنی دباؤ اور ڈپریشن:** سوشل میڈیا کے حد سے زیادہ استعمال نے لوگوں کو لائکس، فالوورز اور آن لائن مقبولیت کی طرف مائل کر دیا ہے۔ اس رجحان کے باعث باہمی موازنہ، تنقید اور توثیق کی خواہش میں اضافہ ہوا ہے، جو بعض اوقات ذہنی دباؤ، ڈپریشن اور خود اعتمادی میں کمی کا سبب بنتا ہے۔

سوشل میڈیا کے ثقافتی اثرات

سوشل میڈیا کے ثقافتی اثرات کو مندرجہ ذیل طریقوں سے بیان کیا جاتا ہے۔

- **مغربی ثقافت:** سوشل میڈیا نے مغربی ثقافت کے ذریعے نوجوان نسل پر اپنے اثرات مرتب کیے ہیں جس سے مقامی ثقافت ، روایات اور اقدار متاثر ہو رہے ہیں، ثقافت میں مغربی اثرات کی جھلکیاں نظر آ رہی ہیں۔
- **آن لائن شناخت:** سوشل میڈیا پر بعض افراد مصنوعی شناخت اختیار کرتے ہیں، جس سے دھوکا دہی اور غلط فہمیوں کے امکانات بڑھ جاتے ہیں، اور خصوصاً آن لائن تعلقات میں لوگوں کو مختلف نقصانات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔
- **لباس اور فیشن میں جدت:** سوشل میڈیا نے لوگوں کے ثقافتی لباس اور فیشن پر اس طرح سے اثر انداز کیا ہے کہ جس سے عالمی رجحانات تک کی رسائی کے ذریعے مقامی لباس میں بھی کافی تبدیلی کی ہے۔
- **زبان پر اثرات:** سوشل میڈیا کے استعمال نے مقامی زبان پر بھی بہت اثر کیا ہے۔ جہاں ہر قوم اپنی قومی زبان استعمال کرتی تھی اب انگریزی اور "رومن اردو" زبان کا استعمال اپنی اصل مقامی زبان کی شناخت کو ختم کر رہا ہے۔

مذہبی مکالمے میں سوشل میڈیا کا کردار

اسلام امن، رواداری اور دعوتِ حق کا دین ہے۔ موجودہ دور میں سوشل میڈیا اسلامی تعلیمات کی اشاعت کا ایک مؤثر ذریعہ بن چکا ہے، جس کے ذریعے علماء اور دینی ادارے دینِ اسلام کا پیغام وسیع پیمانے پر پہنچا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ سوشل میڈیا مختلف مذاہب اور ثقافتوں کے درمیان مکالمے اور باہمی تفہیم کو فروغ دینے میں بھی اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ تاہم اس کے مثبت پہلوؤں کے ساتھ غلط معلومات اور مذہبی اختلافات کے پھیلاؤ جیسے منفی اثرات بھی موجود ہیں، جن سے بچنے کے لیے ذمہ دارانہ اور محتاط استعمال ضروری ہے۔ مثلاً:

> "پہلا عامل مختلف مذاہب کے درمیان اختلافات ہیں۔ پاکستان میں سنی، شیعہ ، بریلوی ، دیوبندی ، اہلِ حدیث اور دیگر مذاہب کے ماننے والے موجود ہیں۔"[10]

ان مذاہب میں نظریاتی اختلافات پائے جاتے ہیں جو سیاسی عدم استحکام کا باعث بنتے ہیں۔ ان اختلافات کی بنا پر مذہبی گروہ ایک دوسرے کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا ہے کہ:

> "وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ"[11]
>
> "اور کام میں ان سے مشورہ لیا کرو۔"

اسلام اس چیز کی اجازت دیتا ہے کہ آپس میں ایک دوسرے سے مشورہ کر لیا کرو، کیونکہ آپس میں مشورہ کرنے سے بات کا حل مل جاتا ہے اور باہم مشورہ سے آپس میں محبت بڑھتی ہیں۔

مذہبی تعلیمات کی ترویج واشاعت

سوشل میڈیا موجودہ دور میں دینی تعلیمات کی ترویج و اشاعت کا ایک مؤثر ذریعہ بن چکا ہے۔ اس نے علماء اور عوام کے درمیان رابطے کو آسان بنایا ہے اور اسلامی تعلیمات کی فوری اور وسیع تر رسائی ممکن بنائی ہے۔ اس کے ذریعے لوگ وقت اور فاصلے کی پابندی کے بغیر دینی معلومات اور رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ سوشل میڈیا نے تعلیم و تدریس کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ مختلف ویب سائٹس، بلاگز اور آن لائن لیکچرز نے علم کے حصول کو آسان بنا دیا ہے۔ اس کے ذریعے لوگ نئی ایجادات، سائنسی ترقی اور جدید معلومات سے آگاہ ہوتے ہیں، جبکہ تعلیمی و تخلیقی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی بھی ہوتی ہے۔[12]

سوشل میڈیا نے مذہبی اور دوسرے علوم کی ترویج واشاعت میں بڑی آسانی پیدا کی ہے طلباء آسانی سے اپنا تعلیمی مواد چاہے وہ مذہبی ہو یا دوسرے علوم ہوں ان میں سوشل میڈیا نے اپنا اہم کردار ادا کیا ہے۔

نوجوان نسل کی دینی آگاہی میں کردار

آج کے اس دور میں یہ ایک خاص موضوع ہے کہ آج کل کے نوجوان دینی آگاہی میں کیا کردار ادا کر رہے ہیں کیونکہ آج کے نوجوان نہ صرف مستقبل بلکہ دین کے سفیر بھی ہیں اگر یہ نوجوان علم، عمل، اخلاص اور مثبت انداز سے اسلامی تعلیمات کو اختیار کرتے ہیں بھی تو یہ نہ صرف اپنی ذات کے لیے بلکہ یہ امت مسلمہ کے لیے ہدایت کا سرچشمہ بن سکتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: إِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتَّى يَعُودَ إِلَيْهِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَى ذَلِكَ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ"[13]

"سات لوگوں کو اللہ اپنے (عرش کے) سائے میں رکھے گا جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہو گا: عادل حکمران، وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت میں پلا (جوان ہوا) ہو، وہ آدمی جس کا دل مسجد سے نکلنے کے بعد واپس آنے تک مسجد میں اٹکا رہتا ہے، دو آدمی جو ایک دوسرے سے صرف اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں اسی پر جمع ہوتے ہیں اور اسی پر جدا ہوتے ہیں، وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، وہ آدمی جسے حسب نسب والی ایک خوبصورت عورت نے (گناہ کی) دعوت دی تو اس نے کہا: میں اللہ رب العلمین سے ڈرتا ہوں، اور وہ آدمی جو صدقہ کرے تو اسے اتنا خفیہ رکھے کہ (گویا) اس کے بائیں ہاتھ کو پتا نہ چلے کہ اس کو دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔"

نوجوانوں کو دینی تعلیم حاصل کرنی چاہیے، کیونکہ یہ ان کی فکری و اخلاقی تربیت کا ذریعہ ہے۔ قرآن و سنت کی تعلیمات پر عمل کر کے وہ معاشرے کے لیے مثالی کردار بن سکتے ہیں اور سوشل میڈیا و جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے دین کا پیغام مؤثر انداز میں پہنچا سکتے ہیں۔

مذہبی اختلافات اور فرقہ واریت میں شدت

یہ ایک اہم پہلو ہے کہ مذہبی اختلافات اور فرقہ واریت میں شدت، مذہبی اختلافات اس دنیا میں پائے جانے والے بڑے

عالمی مذاہب مثلاً یہودیت، عیسائیت، اسلام، ہندومت اور بدھ مت ہے جن میں اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے خود چنا مسلمان دینِ اسلام کی پیروی کر کے اپنی اصلاح کر رہے ہیں۔

"The Pew Research Center reported (2014) that religious conflict abroad was increasing. A high level of social hostilities involving religion reached a six-year peak in 2012. Thirty-three percent of the 198 countries and territories included in the study had high religious hostilities in 2012, up from 29% in 2011 and from 20% in 2007. Religious hostilities increased in every major region of the world except the Americas. The sharpest increase was in the Middle East and North Africa, which still are feeling the effects of the 2010–2011 political uprisings known as the Arab Spring. There also was a significant increase in religious hostilities in the Asia-Pacific region, where China edged into the "high" category for the first time. The PEW report concluded that there was an increase in "social hostilities involving religion", noting that this is not necessarily saying that religion is the primary driver."[14]

"پیو ریسرچ سینٹر نے رپورٹ کیا (2014) کہ بیرون ملک مذہبی تنازعات بڑھ رہے ہیں۔ 2012 میں مذہب سے وابستہ سماجی دشمنیوں کی ایک اعلیٰ سطح چھ سال کی چوٹی تک پہنچ گئی۔ مطالعہ میں شامل 198 ممالک اور خطوں میں سے تینتیس فیصد میں 2012 میں مذہبی دشمنی زیادہ تھی، جو 2011 میں 29 فیصد اور 2007 میں 20 فیصد تھی۔ امریکہ کے علاوہ دنیا کے ہر بڑے ریجن اور شمالی افریقہ میں ہوا، جو اب بھی 2010–2011 خطے میں مذہبی دشمنی میں اضافہ ہوا۔ سب سے زیادہ اضافہ مشرق کی سیاسی بغاوتوں کے اثرات محسوس کر رہے ہیں جنہیں عرب بہار کہا جاتا ہے۔ ایشیاپیسیفک خطے میں مذہبی دشمنیوں میں بھی نمایاں اضافہ ہوا، جہاں چین پہلی بار "اعلی" زمرے میں آیا۔ PEW رپورٹ نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ "مذہب سے متعلق سماجی دشمنیوں" میں اضافہ ہوا ہے، یہ نوٹ کرتے ہوئے کہ یہ ضروری نہیں کہ یہ کہے کہ مذہب بنیادی محرک ہے۔"

اس ساری ریسرچ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دینا بھر میں کتنے مذہبی اختلافات پائے جاتے ہیں، اس ریسرچ کے بعد اس کی فیصد تو معلوم کر لی گئی ہے لیکن اس کا اہم مقصد یہ نہیں ہے کہ مذہب بنیادی طور پر ہی اختلافات پر مبنی ہے بلکہ اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ مذہبی اختلافات کو مزید بڑھایا جارہا ہے۔

مذہبی مواد کی سطحی و تجارتی شکل

مذہبی مواد کو آگے لوگوں تک پھیلانے میں سوشل میڈیا نے بہت ہی اہم کردار ادا کیا ہے لیکن اس کے مذہب پر زیادہ منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں جس کی وجہ سے لوگ بنا تحقیق کے ہی من گھڑت باتوں پر عمل پیرا ہو جاتے ہیں، جس سے اختلافات بڑھ رہے ہیں ان کی مثال ان لوگوں کے جیسی ہے جن کا ذکر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے:

"يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِيْنَ"[15]

"اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی سی خبر لائے تو اس کی تحقیق کیا کرو کہیں کسی قوم پر بے خبری سے نہ جا پڑو پھر اپنے کیے پر پشیمان ہونے لگو۔"

سوشل میڈیا پر مذہبی مواد بآسانی دستیاب ہے، لیکن تحقیق کے بغیر اس پر عمل کرنا گمراہی اور غلط فہمیوں کا سبب بن سکتا ہے۔ اسی طرح غیر مستند معلومات اور جذباتی بیانات بعض اوقات مذہبی و سماجی اختلافات کو بڑھا دیتے ہیں، اس لیے دینی معلومات حاصل کرتے وقت تحقیق اور مستند ذرائع سے رجوع کرنا ضروری ہے۔ اس کے بارے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا:

"اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ"[16]

"اپنے رب کے راستے کی طرف دانشمندی اور عمدہ نصیحت سے بلا، اور ان سے پسندیدہ طریقہ سے بحث کر، بے شک تیرا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کے راستہ سے بھٹکا ہوا ہے، اور ہدایت یافتہ کو بھی خوب جانتا ہے۔"

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے دعوتِ اسلام کا بنیادی اصول بیان فرمایا ہے کہ لوگوں کو حکمت، نرمی اور عمدہ نصیحت کے ساتھ دین کی طرف بلایا جائے۔ حسنِ اخلاق اور دانشمندانہ اندازِ گفتگو لوگوں کے دلوں پر مثبت اثر ڈالتا ہے، جبکہ ہدایت اور گمراہی کا حقیقی علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔

مصنوعی ذہانت (اے آئی) کی تعریف

مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) ایک جدید ٹیکنالوجی ہے جس نے ہر لحاظ سے انسان کی مدد کی ہے یہ ایک ایسی مشین ہے جو انسانوں کی طرح کام کرتی ہے اس میں سوچنا، سیکھنا، فیصلے کرنا اور مسائل کا حل نکالنا ہوتا ہے یہ خاص طور پر کمپیوٹر سسٹمز اور انسانی ذہانت جیسا کام کرتی ہے۔

مصنوعی ذہانت کیا ہے؟

مصنوعی ذہانت (AI) ایک جدید ٹیکنالوجی ہے جو انسانی ذہانت کی طرز پر معلومات کا تجزیہ، مسائل کا حل اور فیصلے کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ یہ بڑی مقدار میں ڈیٹا کو تیزی سے پراسیس کر کے مختصر وقت میں نتائج فراہم کرتی ہے۔ سادہ الفاظ میں AI ایک ایسا نظام ہے جو انسانی ذہانت سے مشابہ کئی کام خودکار طریقے سے انجام دے سکتا ہے۔

تاریخی پس منظر

قدیم یونانی و رومی تہذیبوں میں منطق اور مشینوں کی کارکردگی کے ابتدائی تصورات ملتے ہیں، جنہیں ارسطو اور افلاطون جیسے فلسفیوں نے مزید واضح کیا۔ تاہم مصنوعی ذہانت کی باقاعدہ سائنسی ترقی کا آغاز بیسویں صدی میں ہوا۔ 1950ء میں ایلن ٹورنگ نے مشین کی ذہانت جانچنے کا تصور پیش کیا، جبکہ جان میک کارتھی نے "مصنوعی ذہانت" کی اصطلاح متعارف کروائی۔ میکارتھی نے تجویز پیش کی کہ اے آئی کو سمجھنے کے لیے مطالعہ یہ دریافت کرنے پر کام کرے گا کہ مشینوں کو زبانیں استعمال کرنے، تجریدات اور تصورات بنانے، انسانوں کے لیے مختص قسم کے مسائل کو حل کرنے اور خود کو بہتر بنانے کا طریقہ شامل ہو۔[17]

اکیسویں صدی کے آغاز میں ہونڈا (Honda) کا تیار کردہ روبوٹ "ASIMO" منظرِ عام پر آیا جو انسانوں کی طرح چلنے اور مختلف کام انجام دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اسی طرح "Kismet" ایک تجرباتی روبوٹ ہے جسے 1990ء کی دہائی میں تیار کیا گیا اور اسے انسانی جذبات، چہرے کے تاثرات اور مکالمے کو سمجھنے کی ابتدائی کوشش کے طور پر پیش کیا گیا، جس نے سماجی تعامل میں روبوٹس کی بنیاد رکھی۔ مختلف تحقیقات کے مطابق جدید صنعتوں میں مصنوعی ذہانت کا استعمال تیزی سے بڑھ رہا ہے، جہاں ٹیلی کمیونیکیشن اور آئی ٹی سیکٹرز میں اس کا نمایاں نفاذ دیکھا جا رہا ہے، جبکہ قانونی، صحت، ریٹیل اور ہاسپیٹلٹی جیسے شعبے بھی اس ٹیکنالوجی سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

اے آئی کی اقسام

اے آئی کی اقسام تین ہیں، یہ تین اقسام جنرل اے آئی، محدود اے آئی، سپر اے آئی ان کی ہر صلاحیت اس بات کو بیان کرتی ہے کہ کیسے ان کو کاروبار میں استعمال کیا جا سکتا ہے ان کی اقسام کو ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

1. **AGI:** مصنوعی جنرل انٹیلی جنس (AGI) کو مضبوط مصنوعی ذہانت بھی کہا جاتا ہے، جو انسانوں جیسی فکری صلاحیتوں کی حامل ہوتی ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ مختلف کاموں میں انسانوں کی طرح سوچنے، فیصلہ کرنے اور عمل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ AGI قدرتی زبان کو سمجھنے، تقریر کی شناخت کرنے اور انسانی مداخلت کے بغیر تصاویر کی شناخت جیسے پیچیدہ کام بھی انجام دے سکتی ہے۔
2. **ANI:** مصنوعی نیرو انٹیلی جنس یہ بھی اے آئی کی ہی ایک قسم ہے جو پرانے جمع شدہ ڈیٹا سے کام لیتی ہے۔ اس کو کمزور اے آئی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں سیلف رائیونگ کاریں، چہرے کی شناخت کرنے والا سافٹ ویئر وغیرہ کے آوزار اس میں شامل ہے۔
3. **ASI:** مصنوعی سپر انٹیلی جنس (ASI) اے آئی کی وہ متوقع قسم ہے جو انسانی ذہانت سے بھی زیادہ طاقتور ہوگی اور انسانوں سے بہتر سوچنے، فیصلہ کرنے اور مسائل حل کرنے کی صلاحیت رکھے گی۔ یہ ابھی عملی طور پر موجود نہیں بلکہ اس پر تحقیق جاری ہے۔ مستقبل میں اس کے بڑے فوائد بھی ہوسکتے ہیں اور ممکنہ خطرات بھی، اس لیے اس کا ذمہ دارانہ استعمال ضروری ہے۔

مذہبی علوم میں ممکنہ استعمال کی صورتیں

مصنوعی ذہانت نے مذہبی علوم تک رسائی کو آسان بنا دیا ہے، جس سے اسلامی تعلیمات اور فقہی مسائل کو سمجھنا اور حاصل کرنا پہلے کی نسبت زیادہ سہل ہو گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات کی بنیاد قرآنِ مجید ہے جو قیامت تک انسانیت کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

"لَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ"[18]

"تحقیق ہم نے تمہارے پاس ایک ایسی کتاب بھیجی ہے جس میں تمہاری نصیحت ہے، کیا پس تم نہیں سمجھتے۔"

اس آیتِ مبارکہ سے تحقیق اور غور و فکر کی اہمیت واضح ہوتی ہے، جو اسلام میں علم کی قدر کو ظاہر کرتی ہے۔ موجودہ دور میں مصنوعی ذہانت نے مذہبی اور دیگر علوم تک رسائی کو مزید آسان اور مؤثر بنا دیا ہے۔

قرآن و احادیث کی تلاش و مطالعہ میں آسانی

قرآن و حدیث انسانوں کے لیے کامل رہنمائی کا ذریعہ ہیں اور قرآنِ مجید میں نازل کیے گئے احکام قیامت تک کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔ موجودہ دور میں مصنوعی ذہانت نے قرآنی علوم اور احادیث تک رسائی کو مزید آسان بنا دیا ہے، جہاں مختلف ایپس کے ذریعے آیات، سورتیں اور احادیث کے مکمل حوالہ جات فوری طور پر حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ یہ تمام سہولیات اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتیں ہیں، جو انسان کے لیے علم کے حصول اور رہنمائی میں آسانی پیدا کرتی ہیں، اور انہیں اللہ کی امانت سمجھ کر درست استعمال کرنا چاہیے۔

اے آئی کے ذریعے مذہبی علوم حاصل کرنے بہت ہی آسان ہو گئے ہیں، اسلامی علوم چیٹ جی پی ٹی نے بہت ہی آسان بنا دیئے ہیں۔ چیٹ جی پی ٹی سے کتابوں کے حوالہ جات بھی لئے جا سکتے ہیں اور اس کے علاوہ اس پر دوسرے بھی بہت سے علوم حاصل

کئے جاسکتے ہیں۔ اے آئی کے بنائے ہوئے ایپ چیٹ، جی پی ٹی سے اپنے سبق کے متعلق کئی کتابوں کے pdf بھی حاصل کئے جاسکتے ہیں، وہ مواد کے متعلق بہت سی کتابوں کے links بھی دے سکتا ہے جن کو کھول کر اپنا مواد حاصل کر سکتے ہیں۔

مختلف زبانوں میں مذہبی مواد کی ترسیل

مصنوعی ذہانت نے ترجمے کے عمل کو انتہائی آسان بنا دیا ہے، جس کے ذریعے مختلف زبانوں میں اسلامی اور دیگر معلومات تک بآسانی رسائی ممکن ہو گئی ہے۔ اس کی مدد سے آیاتِ قرآنی، ان کی تشریحات اور دیگر علمی مواد کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کیا جا سکتا ہے، حتیٰ کہ آواز کو ریکارڈ کر کے بھی ترجمہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ آج کل مختلف AI ٹولز جیسے Google Translate، Meta AI، ChatGPT اور دیگر پلیٹ فارمز کی مدد سے 130 سے زائد زبانوں میں ترجمہ اور PDF فائلوں کا بھی آسانی سے ترجمہ کیا جا سکتا ہے، جس سے علمی معلومات کا تبادلہ مزید تیز اور مؤثر ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب انبیاء کرام علیہم السلام کو لوگوں کی ہدایت کیلئے بھیجا تو ان کو ان کی قوم کی زبان سے ہی بھیجا تا کہ قوم کے لوگوں کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ اس حوالہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں فرمایا:

"وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ"[19]

"اور ہم نے ہر پیغمبر کو اس کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تا کہ انہیں سمجھا سکے، پھر اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، اور وہ غالب حکمت والا ہے۔"

مذہبی نصوص میں تحریف کے خدشات

مصنوعی ذہانت کے جہاں بہت سے فوائد ہیں، وہاں اس کے بعض نقصانات بھی موجود ہیں۔ خاص طور پر مذہبی تعلیمات کے حوالے سے اس کے غلط استعمال سے غلط معلومات پھیلنے کا خدشہ رہتا ہے، کیونکہ بعض افراد بغیر تحقیق کے ان پر اعتماد کر لیتے ہیں۔ چونکہ AI ایک مشین ہے، اس لیے بعض اوقات یہ معلومات کو مکمل سیاق وسباق کے بغیر یا تبدیل شدہ انداز میں پیش کر سکتی ہے، جس سے آیاتِ قرآنی اور احادیث کے مفہوم میں غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان رہتا ہے۔ اس کے حوالہ سے قرآنِ مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتَابَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ"[20]

"سو افسوس ہے ان لوگوں پر جو اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تا کہ اس سے کچھ روپیہ کمائیں، پھر افسوس ہے ان کے ہاتھوں کے لکھنے پر اور افسوس ہے ان کی کمائی پر۔"

اے آئی اور سوشل میڈیا کے ذریعے جو مذہبی مواد آگے لوگوں تک پھیلایا جاتا ہے وہ بعض اوقات غلط بھی ثابت ہوتا ہے۔

مذہبی رہنماؤں کی اہمیت میں کمی

مصنوعی ذہانت نے اسلامی معلومات کے حصول کو آسان بنا دیا ہے، کیونکہ یہ مختصر وقت میں سوالات کے جوابات فراہم کرتی ہے۔ تاہم اس کے بعض منفی پہلو بھی موجود ہیں۔ AI ایک مشینی نظام ہے جو سوال کے مطابق ممکنہ جوابات پیش کرتا ہے، جس کے باعث بعض اوقات غلط یا غیر مستند معلومات بھی سامنے آسکتی ہیں۔ اس صورتحال میں مذہبی رہنماؤں کی طرف رجوع کم ہونے لگا

ہے، کیونکہ لوگ اپنے مسائل کے حل کے لیے AI ٹولز پر زیادہ انحصار کرنے لگے ہیں۔ لیکن اے آئی ان کو غلط معلومات فراہم کرتا ہے جس کے حوالہ سے قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ"[21]

"اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی سی خبر لائے تو اس کی تحقیق کیا کرو کہیں کسی قوم پر بے خبری سے نہ جا پڑو پھر اپنے کیے پر پشیمان ہونے لگو۔"

یہ آیت بغیر تحقیق کسی بات کو قبول نہ کرنے کی ہدایت دیتی ہے اور دینی معاملات میں علماء سے رجوع کی اہمیت کو واضح کرتی ہے، جو درست رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ جدید ٹیکنالوجی نے اس کے علاوہ بھی بہت سے خطرات پیدا کر دیئے ہیں جن کی وجہ سے لوگوں کو بے روزگاری کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ لوگ علمی معلومات بھی اے آئی سے ہی حاصل کر لیتے ہیں۔

مشین کی حدود اور مذہب کی روحانی گہرائی

مصنوعی ذہانت اور مذہب کا آپس میں ایک گہرا تعلق ہے جو لوگوں کو آسانی سے اسلامی انفارمیشن دینا ہے، لیکن اس انفارمیشن میں غلط معلومات بھی چھپی ہوتی ہے جو جہالت کی طرف لے جاتی ہیں، کیونکہ اے آئی ایک مشین ہے جس کی ایک حد مقرر ہوتی ہے یہ اپنے اندر مواد کو جمع کرتی ہے خاص طور پر ChatGPT جب لوگ اس سے طرح طرح کے سوالات کرتے ہیں تو وہ ان کے جوابات کے مواد کو اپنے اندر جمع کرتی ہے اس سے ہی ملتا جلتا جواب لوگوں کو دیتی ہے۔

"(2008،2009), render these imaginaries tangible and real. Fiction, particularly when employing religious semantics, can profoundly influence societies. Discourses on imagined AI technologies steeped in religious vocabulary may produce effects comparable to those of religious ideologie."[22]

"(2009،2008) یہ تصورات کو محسوس اور حقیقی بنا دیتے ہیں۔ خاص طور پر جب افسانوی ادب مذہبی اصطلاحات استعمال کرتا ہے تو وہ معاشروں پر گہرا اثر ڈال سکتا ہے۔ مذہبی زبان میں بیان کی گئی خیالی مصنوعی ذہانت (AI) ٹیکنالوجیز سے متعلق مباحث ایسے اثرات پیدا کر سکتے ہیں جو مذہبی نظریات کے اثرات سے مشابہ ہوں۔"

تصوراتی اے آئی مذہبی مواد پر موازنہ کر سکتی ہے، کیونکہ اے آئی خاص طور پر معاشرے پر اپنے گہرے اثرات مرتب کرتی ہے۔ مذہب معاشرے کو پر سکون رہنے اور انصاف کا حکم کرتا ہے، جو سچ کی بنیاد پر مبنی ہے۔ مذہب کے روحانی اثرات انسان کی روح پر ہوتے ہیں، مذہب کا تعلق انسان کی روح کے ساتھ ہے جبکہ اے آئی کا تعلق ایک مشین سے ہے جس کو انسان نے ہی ایجاد کیا ہے یہ بس وہی جانتی ہے جو اس میں ڈالا جاتا ہے۔

اظہار رائے کی آزادی اور مذہب

اظہار رائے کی آزادی انسان کے بنیادی حقوق میں سے ایک ہے، اس کا مذہب کے ساتھ ایک گہرا تعلق بھی ہے کیونکہ قبل از اسلام لوگ اپنے آقا یا بادشاہ کے غلام ہوا کرتے تھے جو وہ حکم کرتے بس وہی ہوتا، کوئی بھی اپنی مرضی کا مالک نہیں تھا سوائے وقت کے بادشاہ کے، لیکن اسلام کی آمد نے اس حکومت کو ختم کر کے ایک مساواتی قانون بنایا جس میں سب امیر، غریب آقا اور غلام برابر ہیں، اس حوالہ سے حضور اکرم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ، أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى أَعْجَمِيٍّ، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ، وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ، وَلَا أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ، إِلَّا بِالتَّقْوَى، أَبَلَّغْتُ؟"، قَالُوا: بَلَّغَ رَسُولُ اللَّهِ"[23]

"لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے یاد رکھو! کسی عربی کو کسی عجمی پر کسی عجمی کو کسی عربی پر کسی سرخ کو سیاہ پر اور کسی سیاہ کو کسی سرخ پر " سوائے تقویٰ کے اور کسی وجہ سے فضیلت حاصل نہیں ہے کیا میں نے پیغام الٰہی پہنچادیا؟ لوگوں نے کہا: پہنچادیا۔"

اس حدیث مبارکہ میں حضور اکرم ﷺ نے اس بات کو واضح کر دیا کہ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، سب ایک دوسرے کے حقوق و فرائض کا خیال کریں۔ حقوق انسانی کے یورپی کنونشن کے آرٹیکل نمبر 9 میں قرار دیا گیا ہے کہ:

"Freedom to manifest one's religion or beliefs shall be subject only to such limitations as are prescribed by law and are necessary in a democratic society in the interests of public safety, for the protection of public order, health or morals, or for the protection of the rights and freedoms of others".[24]

"کسی فرد کے مذہب اور عقیدہ کے اظہار کی آزادی صرف قانون میں بیان کی گئی حدود کے ساتھ مشروط ہو گی اور یہ ایک جمہوری معاشرے میں عوامی تحفظ کے حصول، امن عامہ کے قیام، صحت اور اخلاقیات کے تحفظ اور دوسرے افراد معاشرہ کے حقوق اور آزادیوں کے تحفظ کے لیے ضروری ہے۔"

اظہار رائے کی آزادی کا مقصد لوگوں کو آپس میں رواداری، محبت اور ہمدردی کے ساتھ رہنے کا حکم کرنا ہے۔ سیرت طیبہ میں نبی کریم ﷺ نے اظہار رائے کی آزادی کا حکم دیا کیونکہ اس سے معاشرے میں امن و سلامتی کو قائم رکھا جائے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ"[25]

"مسلمان وہ ہے جس کے زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہیں۔"

یہ حدیث پاک معاشرے کے لوگوں کے درمیان بھائی چارہ اور پیار کو یقینی بناتی ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ حدیث مبارک صرف مسلمانوں کے لیے ہے لیکن اس کا مقصد پر امن معاشرے، بھائی چارے اور محبت کو عام کرنا ہے، تاکہ لوگوں کو معاشرے میں آزادی اور تحفظ کا احساس ہو۔[26]

سوشل میڈیا نے اس ذریعہ کو بڑا آسان کر دیا ہے جس سے لوگ اپنے اظہار رائے کو آسانی سے لوگوں تک پہنچاتے ہیں اور اس میں جو لوگ ضرورت مند ہوتے ہیں ان کی آن لائن مدد کی جا سکتی ہے، یہ جدید ٹیکنالوجی کا ذریعہ ہے کہ لوگ دور ہوتے ہوئے بھی مدد کو حاضر رہتے ہیں، اس لیے ٹیکنالوجی اور مذہب دونوں مل کر معاشرے میں امن و سلامتی کا سبب بنتے ہیں۔

"اپنی آزادی اور حقوق سے فائدہ اٹھانے میں ہر شخص صرف ایسی حدود کا پابند ہو گا، جو دوسروں کی آزادیوں اور حقوق کو تسلیم کرانے اور ان کا احترام کرانے کی غرض سے یا جمہوری نظام میں اخلاق، امن عامہ اور عام فلاح و بہبود کے مناسب لوازمات کو پورا کرنے کے لئے قانون کی طرف سے عائد کئے گئے ہیں۔"[27]

آزادی کے بھی کچھ اصول ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر انسان اپنے معاشرے کو بہتر بنا سکتا ہے، اظہار رائے کی آزادی اور مذہب میں اس کا استعمال لوگوں کی فلاح و بہبود کیلئے ہے جس سے اسلامی معاشرہ اور لوگوں کے حقوق و فرائض کا خیال رکھا جاتا ہے۔ بہترین معاشرتی ترقی کے لیے یہ احتساب ضروری ہے کہ سوشل میڈیا پر کون لوگ افرادِ معاشرہ کو متاثر کر رہے ہیں۔ بطور ذمہ دار شہری ہمیں ہر وقت چوکنا رہنا ہو گا کہ سوشل میڈیا کا کوئی بھی ذریعہ ہماری بہترین معاشرتی اقدار کو اور عمدہ ثقافت کو نقصان نہ پہنچانے پائے۔[28]

مذہبی آزادی پر سوشل میڈیا کا اثر

سوشل میڈیا نے ہماری زندگیوں پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں، کیونکہ اس کے ذریعے مختلف معاشی، معاشرتی، سیاسی اور مذہبی معلومات تک رسائی نہایت آسان ہو گئی ہے۔ پہلے دور میں رابطوں اور معلومات کے حصول میں کافی مشکلات پیش آتی تھیں، لیکن اب یہ سہولت گھر بیٹھے حاصل ہو جاتی ہے۔ مذہبی حوالے سے بھی سوشل میڈیا نے اظہارِ رائے کو آسان بنا دیا ہے، جس کے نتیجے میں افراد بغیر کسی ادارہ جاتی یا علمی سند کے اپنی رائے پیش کر سکتے ہیں، اور عوامی توجہ حاصل کرنے والے مواد کو زیادہ پذیرائی ملتی ہے۔[29]

مذہبی آزادی پر سوشل میڈیا کے مثبت اور منفی دونوں اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ اس نے دینی معلومات تک رسائی کو آسان بنایا ہے، جہاں لوگ گھر بیٹھے قرآنِ مجید کی تلاوت، ترجمہ، تفسیر اور دیگر اسلامی تعلیمات حاصل کر سکتے ہیں۔ تاہم اس کے ساتھ ساتھ علماء کی طرف رجوع میں کمی بھی دیکھنے میں آئی ہے، کیونکہ لوگ اکثر بغیر تحقیق کے سوشل میڈیا سے ہی اپنے دینی مسائل کا حل تلاش کر لیتے ہیں۔ اس کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ سوشل میڈیا پر موجود معلومات ہمیشہ مستند نہیں ہوتیں، اس لیے دینی معاملات میں اہلِ علم سے رہنمائی لینا زیادہ محفوظ اور ضروری ہے۔

پابندیاں، سنسر شپ اور مذہب

مذہبی اقدار اور ٹیکنالوجی کا باہمی تعلق واضح کرتا ہے کہ سوشل میڈیا نے معلومات تک رسائی کو آسان بنایا ہے، تاہم بغیر تحقیق اور غیر محتاط استعمال بعض اوقات مذہبی اقدار کے لیے نقصان دہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے سوشل میڈیا پر مواد کی جانچ پڑتال اور بعض پابندیاں ضروری سمجھی جاتی ہیں تاکہ غلط معلومات، افواہوں اور مذہبی انتشار کو روکا جا سکے۔ اسلام امن و سلامتی کا دین ہے، اس لیے آن لائن پلیٹ فارمز پر ذمہ دارانہ استعمال اور درست معلومات کا فروغ نہایت اہم ہے۔

"وفاقی حکومت سوشل میڈیا پر مبنی اقلیتوں کے خلاف نفرت انگیز تقاریر کی حوصلہ شکنی کرنے کیلئے درکار ضروری اقدامات اٹھانے اور یہ کام کرنے والوں کو قانون کے تحت کٹہرے میں لائے۔"[30]

اس طرح سے مذہبی اقدار کو محفوظ کیا جا سکتا ہے، مذہبی رواداری کو قائم کرنے کیلئے حکمت عملی سے کام لیا جا سکتا ہے جس سے امن قائم رہے اور مذہبی علوم کو سکولوں اور کالجوں کے نصاب میں اس طرح سے قائم کیا جائے کہ جس سے مذہبی کلچر قائم رہے۔

مذہبی رواداری میں اضافہ یا کمی

مذہبی رواداری ایک ایسا پیغام ہے جو انسانوں کو آپس میں محبت، عفو و درگزر اور اس کے ساتھ ساتھ بنی نوع انسان کو یہ دین خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا ہے۔ مذہبی رواداری کا مفہوم یہ ہے کہ:

"تمام مذاہب کے پیروکاروں میں باہمی احترام و محبت اور رواداری کا جذبہ ہو اور ہر فرد دوسرے مذہب اور عقائد کا احترام کرے بلا تفریق مذہب، رنگ و نسل اور ذات برادری ایک دوسرے کی عزت و جان کا احترام کریں۔"[31]

مذہبی رواداری اسلام کی اہم تعلیمات میں سے ہے، جو دوسروں کے مذہبی اصولوں کا احترام اور اعتدال کا درس دیتی ہے۔ موجودہ دور میں سوشل میڈیا اور مصنوعی ذہانت کے استعمال نے اس پہلو پر مثبت اور منفی دونوں اثرات مرتب کیے ہیں، اس لیے اس کے ذمہ دارانہ استعمال کی ضرورت بڑھ گئی ہے۔ اسلامی تاریخ میں حضرت عمرؓ کا اہلِ ایلیا کو دیا گیا امان نامہ رواداری اور انصاف کی روشن مثال ہے، جو مذہبی آزادی اور باہمی احترام کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔

بین المذاہب مکالمے کے اثرات

سوشل میڈیا اور اے آئی کے عالم مذاہب پر بہت سے اثرات مرتب ہوئے ہیں جس سے بین المذاہب پر آج کے اس جدید دور میں سوشل ایپس کے ذریعے مثلاً Twitter, facbook اور YouTube جیسے پلیٹ فارمز اور اے آئی کی مدد سے انسانوں میں رابطے قائم کرنے اور لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب کرنے میں مدد دیتا ہے۔

مثبت اثرات

سوشل میڈیا اور مصنوعی ذہانت نے اسلام کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے، کیونکہ ان کے ذریعے دینی معلومات بآسانی لوگوں تک پہنچ رہی ہیں اور اصلاح کا عمل بھی آسان ہوا ہے۔ مختلف پلیٹ فارمز نے بین المذاہب مکالمے کو فروغ دیا ہے اور فہم و آگاہی میں اضافہ کیا ہے۔ تاریخ میں صحابہ کرامؓ اور مجاہدین نے اسلام کی دعوت و تبلیغ میں عظیم قربانیاں پیش کیں، جبکہ آج یہ فریضہ جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے مزید وسعت اختیار کر چکا ہے۔ پروفیسر آرنلڈ اسلام کی اشاعت کی وجوہ واسباب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> "مسلم مجاہد کی وہ خیالی تصویر بھی حقیقت سے بہت دور ہے جس کے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے میں قرآن دکھایا گیا ہے۔ اسلام کی صحیح روح کا مظہر وہ مسلمان مبلغ تاجر ہیں جنہوں نے نہایت خاموشی کے ساتھ اپنے دین کو روئے زمین کے ہر خطے میں پہنچایا ہے۔"[32]

جس طرح سوشل میڈیا کے بین المذاہب کو بہت سے فوائد حاصل ہوئے ہے اسی طرح سوشل میڈیا نے بہت سے منفی اثرات مرتب ہوئے ہے۔

منفی اثرات

سوشل میڈیا اور مصنوعی ذہانت نے بین المذاہب تعلقات پر مثبت اثرات کے ساتھ ساتھ بعض منفی اثرات بھی مرتب کیے ہیں، کیونکہ بعض اوقات اس کے ذریعے مختلف مذاہب پر تنقید اور اختلافات کو ہوا ملتی ہے۔ آج دنیا ایک Global Village بن چکی ہے جہاں معلومات فوری طور پر پوری دنیا میں پھیل جاتی ہیں، جو مختلف تہذیبوں اور مذاہب کے بارے میں مثبت یا منفی رویوں کو جنم دے سکتی ہیں۔ اس لیے بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ اور غلط فہمیوں کے خاتمے کے لیے عالمی سطح پر مؤثر اور مثبت مکالمے کی ضرورت پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔[33]

شدت پسندی کے فروغ میں ٹیکنالوجی کا استعمال

سوشل میڈیا اور اے آئی میں ٹیکنالوجی کا استعمال شدت پسند گروہوں کے لیے ایک طاقتور ذریعہ بن گیا ہے، کیونکہ سوشل میڈیا اور اے آئی اپنے ٹولز کے ذریعے اپنے نظریات تیزی سے پھیلانے میں معاون ہے جس کی وجہ سے یہ لوگوں کو متاثر کرنے میں جدید ذریعے کا استعمال کرتے ہیں۔

> "پاکستان میں شدت پسندی کے یہ بنیادی اسباب ہیں۔ اس کے بعد معاشرے میں شدت پسندی کی بقاء اور استحکام کے لیے بہت سے اسباب اپنے اثرات و نتائج کے ذریعے شدت پسندی کو ساز گار ماحول فراہم کرتے رہتے ہیں۔ ایسے اسباب کی ویسے ہی ہمارے جیسے معاشروں میں کبھی کمی نہیں رہی، مثلاً ناانصافی، معاشی محرومیاں، بے روز گاری، طبقاتی معاشرہ، طاقت کا جبر، ذات پات کا نظام، مذہبی گروہ بندی کا وجود، دہشت

گردوں کے خلاف عدالتوں سے مؤثر فیصلوں کا نہ آنا وغیرہ وغیرہ۔"[34]

پاکستان میں شدت پسندی اس وجہ سے بھی بڑھ رہی ہے کیونکہ اس میں علم والوں اور دانشوروں کے علمی و فکری چیلنج کو قبول نہیں کیا جاتا، سوشل میڈیا کی سب سے بڑی نقصان دہ بات اس کا غلط استعمال ہے، سوشل میڈیا کا غلط استعمال مذہبی رہنماؤں کے خلاف جھوٹا مواد بنانا اور ان کو آگے لوگوں تک پھیلانا معاشرتی و عوامی بگاڑ بنا رہا ہے۔

"نوجوانوں میں بڑھتی شدت پسندی کی وجوہات میں بے روزگاری کا بھی عمل دخل ہے۔ والدین کا بچوں کو وقت نہ دینا مسائل میں روز بروز اضافہ کرتا جا رہا ہے۔ مقررین کا کہنا تھا خاندانی روایات سے دوری نئی نسل کو بے راہ روی کی جانب تیزی سے گامزن کر رہا ہے۔"[35]

ٹیکنالوجی اور سوشل میڈیا کا بڑھتا ہوا استعمال جہاں بہت سے فوائد فراہم کرتا ہے، وہاں بعض سماجی مسائل جیسے اختلافات، نفرت، بے روزگاری اور جذباتی شدت میں اضافہ بھی دیکھنے میں آ رہا ہے۔ اس کے اثرات کا انحصار زیادہ تر صارف کے طرزِ استعمال پر ہوتا ہے کہ وہ اسے مثبت مقصد کے لیے استعمال کرتا ہے یا منفی کے لیے۔ اسی وجہ سے سوشل میڈیا اور مصنوعی ذہانت کے ذمہ دارانہ استعمال کی ضرورت پہلے سے زیادہ اہم ہو گئی ہے۔

اس مقالے میں ایک سروے شامل کیا گیا ہے، جس کا مقصد مختلف افراد کی آراء کو منظم طریقے سے جمع کرنا ہے۔ اس کے لیے ایک سوالنامہ تیار کیا گیا، جس کے ذریعے لوگوں کی رائے حاصل کی گئی اور نتائج کی روشنی میں ان کے خیالات کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ اس طریقہ تحقیق سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ لوگ مقالہ "سوشل میڈیا اور اے آئی کے مذہب پر اثرات" کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔

سوال: سوشل میڈیا مذہبی تعلیمات کو عام کرنے کا مؤثر ذریعہ ہے۔

Categories	Frequency	Percent%	Mean	Std.Deviation
متفق	99	99%		
مکمل متفق	1	1%		
غیر جانبدار	0	0%	4.01	+_0.10
غیر متفق	0	0%		
مکمل غیر متفق	0	0%		
مکمل تعداد	100	100%		

سوشل میڈیا مذہبی تعلیمات کو عام کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے، اس سوال کے جواب میں مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں جن میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ لوگ اس بات پر 99٪ متفق ہیں کہ سوشل میڈیا مذہبی تعلیمات کو عام کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ بن گیا ہے، 1٪ جو مکمل متفق ہے لوگوں کی کثیر تعداد نے اپنی رائے میں یہ دکھایا ہے کہ سوشل میڈیا مذہبی تعلیمات کو عام بڑی آسانی سے کرتا ہے۔

حاصلِ بحث

سوشل میڈیا اور مصنوعی ذہانت نے عصرِ حاضر میں مسلمانوں کی زندگی کے مختلف پہلوؤں، خصوصاً مذہبی تعلیمات، معاشرتی رویوں اور اجتماعی سوچ کو نمایاں طور پر متاثر کیا ہے۔ ان ٹیکنالوجیز کے ذریعے دینی مواد تک رسائی اور قرآن و حدیث کے فہم میں آسانی پیدا ہوئی ہے، جس سے وقت کی بچت اور علمی استفادہ ممکن ہوا ہے۔ تاہم بعض اوقات غیر مستند معلومات اور غلط مواد کی موجودگی مذہبی تعلیمات کے لیے مشکلات اور گمراہی کا سبب بھی بنتی ہے۔ اس لیے دینی معاملات میں تحقیق اور مستند ذرائع کی طرف رجوع ضروری ہے، اور سوشل میڈیا و اے آئی کے استعمال کو اسلامی اصولوں کے مطابق منظم کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے تاکہ ایک پرامن اور باشعور اسلامی معاشرہ تشکیل پا سکے۔

References

1 Collins Dictionary. "Social." Accessed on March 20, 2024. https://www.collinsdictionary.com/dictionary/english/social.

2 Collins Dictionary. "Media." Accessed on March 20, 2024. https://www.collinsdictionary.com/dictionary/english/media.

3 Ābid, Sulaymān. "Soshāl Mīḍiyā kī Ahmīyat." Express Urdu, 2024.

4 Collins Dictionary. "Social Media." Accessed on March 20, 2024. https://www.collinsdictionary.com/dictionary/english/social-media.

5 BBC Urdu. "Soshāl Mīḍiyā: Langṛātā Sach aur Daurtā Jhūṭ." 2024. https://www.bbc.com/urdu/science-43348443.

6 Al-Qur'ān, 2:119.

7 Tirmidhī, Muḥammad ibn ʻĪsā. *Jāmi ʻal-Tirmidhī*, (Beirut: Dār al-Fikr, 1988), Ḥadīth No. 8265.

8 "سوشل میڈیا کا استعمال اور ثقافت پر اس کے اثرات" Express Urdu, May 2023. https://www.express.pk/story/2625513/swshl-mydya-ky-ahmyt-2625513.

9 Ibid.

10 Qāsimī, Sayyid. "Mazhabī Ikhtilāfāt aur Siyāsī Quṭbīyat." Al-Faḍl Māhnāmah, January 2023.

11 Al-Qur'ān, 3:159.

12 Siddīqah, ʻĀ'ishah. "Media ke Muṡbat aur Manfī Asrāt." Accessed on March 20, 2024. https://www.scribd.com/document/430628353.

13 Mālik ibn Anas, *Al-Muwaṭṭa'*. (Beirut: Dār al-Salām lil-Nashr wa al-Tawzīʻ, 2019), Ḥadīth No. 613.

14 Religion & Violence_HC_Manuscript.pdf.

15 Al-Qur'ān, 49:6.

16 Al-Qur'ān, 16:125.

17 What is Artificial Intelligence (AI)? How Does AI Work? Know the History and Future of AI." ETV Bharat. https://www.etvbharat.com/ur/!technology/what-is-artificial-intelligence-ai-how-does-ai-work-know-the-history-and-future-of-ai-urn24090906497.

18 Al-Qur'ān, 21:10.

19 Al-Qur'ān, 14:4.

20 Al-Qur'ān, 2:79.

21 Al-Qur'ān, 49:6.

22 Religious Studies Approaches to the Intersection of Artificial Intelligence and Religion: Formations Analogous to Religion." Full Article.

23 Shaybānī, Aḥmad ibn Ḥanbal, *Musnad Aḥmad*, (Beirut: Dār al-Maʻrifah, 1992), Ḥadīth No. 23489.

24 Āzādī-yi Iẓhār-e-Rā'e kī Ḥudūd wa Quyūd." Accessed on March 20, 2024. https://www.minhaj.org/urdu/tid/51127html.

25 Tirmidhī, *Jāmi' al-Tirmidhī,* Ḥadīth No. 2627.

26 Muhammad Ali, *A Manual of Ḥadīth*, (London: Curzon Press, 1977), 27.

27 Universal Declaration of Human Rights (Urdu translation). http://www.unhchr.ch/udhr/lang/urd.htm. Accessed October 19, 2019.

28 Soshāl Mīḍiyā kā Ist'māl aur Ṡaqāfat par Us ke Āṡrāt." Dukẖtarān-e-Islām, May 2023. https://www.minhaj.info/dukhtran-e-islam/May-2023.

29 "2023-A-breach-of-faith-freedom-of-religion-or-belief-in-2021-22-UR.pdf." https://www.humsub.com.pk/502317/ihtsham-ravi-7.

30 2023-A-breach-of-faith-freedom-of-religion-or-belief-in-2021-22-UR.pdf." https://www.humsub.com.pk/502317/ihtsham-ravi-7.

31 Shams al-Dīn, Khwājah. *Bārān-i Raḥmat* (Multan: Sīrat Chair, Department of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, 2012), 105.

32 Arnold, T. W. *The Preaching of Islam,* Translated by Na'īm Allāh Malik. (Lahore: Idārah Nashriyāt, 2017), 8.

33 Bayn al-Maẕāhib Mukālamah kī Ahmīyat wa Ẓarūrat." https://www.minhaj.org/urdu/tid/9685بین-المذاہب-مکالمے-کی-اہمیت-و-ضرورت.html.

34 Dawn News. https://www.dawnnews.tv/news/1027653.

35 Aaj TV. https://www.aaj.tv/news/30472094.